سوال

(54)تدفین کے بعد میت کے گھر بیٹھنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

یہ جو ہمارے ہاں رائج ہے کہ مردہ کی تدفین کے بعد وارثین مردہ کے گھر کے باہر چٹائیاں بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور تعزیت کے لیے آنے والے فاتحہ خوانی کے لیے کہتے ہیں اور تمام حاضرین ہاتھ اٹھا کر فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور اسی طرح تین دن ایسے ہی چٹائیاں بچھا کر بیٹھے رہتے ہیں اور لوگ تعزیت کے لیے آتے رہتے ہیں اور وارثین مردہ تمام کاروبار چھوڑ کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اس کا کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے کر راہنمائی فرمائیں۔ نیز کتاب وسنت کی روشنی میں تعزیت اور لوگوں کا صحیح طریقہ بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (محمد امتیاز خان لغاری۔ محمد طارق سہیل لغاری)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی آدمی کے دنیا سے چلے جانے کے بعد تعزیت کے لیے کسی خاص جگہ، گھر، مسجد اور مقبرہ وغیرھا کا تعین کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

(کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنیعة الطعام بعد دفنه من النیاحة)

ہم میت کے دفن کے بعد اھل میت کی طرف اکٹھا ہونا اور کھانا پکانا نوحہ میں سے شمار کرتے تھے۔

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ اہل میت کے ہاں بعض امور سے اجتناب کے بارے لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

"الاجتماع للتعزیة فی مکان خاص کالدار او المقبرة او المسجد"

کسی خاص مکان جیسے گھر یا مقبرہ یا مسجد میں تعزیت کے لیے اجتماع کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ (احکام الجنائز ص: 210)

پھر اس کے بعد جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

اور اس حدیث کی وجہ سے امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(واکرہ الماتم وہی الجماعۃ وان لم یکن لھم بکاء فان ذلک یجدد الحزن ویکلف المؤنۃ مع ما مضی فیہ من الاثر)

(کتاب الام، باب القیام للجنازۃ 1/318)

میں ماتمی اجتماع کو مکروہ سمجھتا ہوں اگرچہ ان کے لیے آہ وبکاء نہ ہو۔ اس لیے کہ یہ چیز غم کو تازہ کرتی ہے اور تکلیف کو بڑھاتی ہے۔ اس لیے کہ اس کے بارے میں حدیث گزر چکی ہے۔

امام اسحاق بن ابراہیم بن ھانی رحمۃ اللہ علیہ جو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اجل تلامذہ میں سے تھے کہتے ہیں:

(سئل الامام احمد رحمہ اللہ عن المبیتوتۃ عند اہل المیت قال: أکرھہ) (مسائل ابن ھانی: 961)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اہل میت کے ہاں رات بسر کرنے کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ "شرح الوجیز" میں تعزیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ہی سنۃ ویکرہ الجلوس لہا"

تعزیت کرنا سنت ہے اور اس کے لیے بیٹھنا مکروہ ہے۔

(روضۃ الطالبین 2/144)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

(أَمَّا الْجُلُوسُ لِلتَّعْزِيَةِ فَنَصَّ الشَّافِعِيُّ وَالْمُصَنِّفُ وَسَائِرُ الْأَصْحَابِ عَلَى كَرَاهَتِهِ ... قَالُوا: بَلْ يَنْبَغِي أَنْ يَنْصَرِفُوا فِي حَوَائِجِهِمْ، فَمَنْ صَادَفَهُمْ عَزَّاهُمْ، وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي كَرَاهَةِ الْجُلُوسِ لَهَا) (المجموع 5/306)

خلاصہ کلام اس عبارت کا یہ ہے کہ امام شافعی اور صاحب کتاب اور دیگر اصحاب شوافع تعزیت کے لیے بیٹھنا مکروہ سمجھتے تھے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اہل میت اپنی ضروریات اور کاموں میں لگے رہیں اور جو آدمی انہیں ملے ان سے تعزیت کرے۔ مردوں اور عورتوں کے لیے تعزیت کے لیے بیٹھنے کی کراہت میں کوئی فرق نہیں۔ یعنی تعزیت کی خاطر عورتیں اکٹھی ہو کر بیٹھیں یا مرد دونوں کے لیے مکروہ ہے۔

امام ابو المظفر ابن ھبیرۃ لکھتے ہیں:

(فاما الجلوس للتعزیۃ فقال مالک والشافعی واحمد ہو مکروہ ولم نجد عن ابی حنیفۃ نصا فی ہذا)

(الافصاح عن معانی الصحاح 1/151)

تعزیت کے لیے بیٹھنے کو امام مالک، امام شافعی اور امام احمد نے مکروہ قرار دیا ہے اور امام ابو حنیفہ سے اس کے متعلق ہمیں کوئی نص نہیں ملی۔ مذکورہ توضیح سے معلوم ہوا کہ تعزیت کے لیے جو رواجی طریقہ موجود ہے، اس کے بارے میں کوئی صحیح حدیث، اثر صحابی اور ائمہ اربعہ وغیرھم سے کس طرح کا جواز کہیں بھی مروی نہیں بلکہ ائمہ محدثین کے ہاں یہ مکروہ ہے اور جب مطلق طور پر مکروہ کا لفظ بولا جائے تو حرام ہی مراد ہوتا ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مرقوم ہے۔ نیز تعزیت کے لیے تین دنوں کا تعین بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ عوام میں جو یہ روایت متداول ہے کہ "لا عزاء فوق ثلاث" "تین دنوں سے اوپر تعزیت نہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے کیونکہ صحیح حدیث

میں تین دنوں کے بعد تعزیت ثابت ہے۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(أن النبي صلى الله عليه وسلم أمهل آل جعفر ثلاثا أن يأتيهم ثم أتاهم.... الحديث)

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم آل جعفر کے ہاں آنے سے تین دن تک رکے رہے پھر اس کے بعد ان کے ہاں آئے۔

(ابوداود، کتاب الترجل، باب في حلق الراس (4192) مسند احمد 3/279(1750) طبقات ابن سعد 4/36-37، نسائی کبریٰ (8604) الآحاد والمثانی (434) سنن النسائی (5242)

معلوم ہوا کہ تعزیت کے لیے تین دن خاص نہیں ہیں بلکہ تین دنوں کے بعد بھی جب مناسب خیال کرے، تعزیت کرے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے گھر والوں کے ہاں آنے سے تین دن تک رکے رہے پھر تشریف لائے۔ تعزیت ایسے الفاظ سے کرے جو اہل میت کے لیے تسلی کا باعث ہوں اور ان کے غم و دکھ کو ہلکا کریں اور انہیں صبر و تحمل کی نصیحت کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لیے تعزیت کرتے تو اسے صبر و تحمل اور نیکی کے کاموں کی تلقین کرتے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان کی بیٹی نے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا وفات کے قریب ہے، آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔

آپ نے سلام بھیجا اور کہا:

(ان الله ما اخذ وله ما اعطى وكل عنده بأجل مسمى)

یقیناً اللہ کے لیے ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے عطا کیا اور ہر چیز کا اس کے ہاں وقت مقرر ہے۔ اسی لیے تم صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز (1284) مسند طیالسی (646) مسلم (923) ابوداود (3125) ابن ماجہ (1588) نسائی (1867) ابن حبان (461) شرح السنة (5/426(1527)

یہ تعزیت کے الفاظ اگرچہ قریب المرگ کے بارے وارد ہوئے ہیں لیکن مرنے والے کے حق میں زیادہ اولیٰ ہیں۔

اسی لیے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: (احسن مايعزى به) یہ حدیث زیادہ بہتر ہے، ان کلمات کے بارے میں جن سے تعزیت کی جاتی ہے۔ (کتاب الاذکار رقم (467) اس لیے بہتر تو ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ تعزیت کرے اور اگر یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو جو الفاظ تسلی و صبر کے لیے مناسب سمجھے کہہ دے۔ سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین سے مختلف حسب حال الفاظ منقول ہیں جن کی تفصیل کے لیے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاذکار ص 199 تا ص 201 طبع اولیٰ بیروت ملاحظہ ہو۔

اور لکھتے ہیں

(واما لفظة التعزية فلا حجر فيه فبأى لفظ عزاه حصل)

تعزیت کے لیے الفاظ میں کوئی تنگی نہیں جس بھی لفظ سے تعزیت کرے مقصود حاصل ہو جائے گا۔

نیز دیکھیں احکام الجنائز للشیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ رقم المسئلہ 109 ص 206۔

لہذا اہل میت تین دن تک چٹائیاں بچھا کر اس غرض سے نہ بیٹھے رہیں کہ تعزیت کے لیے لوگ آئیں گے بلکہ وہ اپنے کام کاج کریں۔ جو شخص بھی تعزیت کے لیے ملے، اس سے ہم کلام ہوں اور تعزیت کرنے والے مناسب حال الفاظ کا انتخاب کرتے ہوئے صبر و رضا کی تلقین کریں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد3۔کتاب الجنائز-صفحہ246

محدث فتویٰ